

اتنی جتنی جمع فرمادیں، تو گویا ایک نئے علم کلام کی بنیاد ڈال دی جس سے اسلامی حقائق اور دقائق پورے واضح ہوتے ہیں۔ اور مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ میں اپنی نظر کے لحاظ سے کہتا ہوں کہ سلف میں بھی بہت کم لوگ ملیں گے جنہوں نے اس قسم کی حکمت جمع کی ہو۔ یہ حضرت بی کا حصہ ہے اور یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ حضرت کی ہر چیز بیچ کی نہ تھی بلکہ آخری کنارے پر لگی ہوئی۔

علم کے بارہ میں ایک بات مجھے اور یاد آئی کہ مولانا یعقوب صاحب کشف و کرامت بزرگوں میں سے تھے، اور ان کے ہاں اخفاء تھا نہیں، جو واردات ہوتی صبح طالب العلوم کے سامنے پیش کر دیتے کہ یہ رات کو کشف ہوا، یہ الہام ہوا، یہ عادت تھی۔ تو ایک دن فرمایا کہ بھئی آج صبح کی نماز پڑھنے کھڑا ہوا تو بال بال بچ گیا، میرے مرنے میں کسر نہیں تھی، طلبہ نے عرض کیا کہ کیا پیش آئی کہ قرآن کریم کے علم کا ایک اتنا بڑا دریا میرے قلب کے اوپر گذرا اور غنیمت یہ ہے کہ وہ گذرتے ہی نکل گیا، ورنہ میں تحمل نہیں کر سکتا تھا۔ اس کے بعد خود فرمایا کہ میں مر رہا ہوں کہ یہ کیا چیز تھی تو منکشف یہ ہوا کہ میرے بھائی حضرت نانوتوی میرے مرنے میں میری طرف متوجہ ہوئے، ان کی توجہ کا یہ اثر کہ علم کا ایک عظیم دریا میرے قلب پر گذرا اور اس کے بعد خود فرمایا کہ جس شخص کی توجہ کا اتنا اثر ہے کہ اتنا بڑا علم گذر جائے کہ برداشت نہ کر سکے تو وہ شخص خود اتنا بڑا علم کس طرح اٹھائے پھر رہا ہے اس میں ایک واقعہ یہ بھی پیش آیا کہ مولانا یعقوب اور تمام اساتذہ دارالعلوم نے جن میں اساتذہ بھی ائمہ فنون تھے۔ مولانا سعید احمد صاحب امام معقولات سمجھے جاتے تھے۔ ان سب نے ملکر حضرت نانوتوی سے درخواست کی کہ تفسیر کی کوئی کتاب پڑھا دیں۔ تاکہ قرآنی علوم ہم بھی سیکھیں۔ حالانکہ یہ سب ائمہ علوم تھے مولانا یعقوب تو صدر مدرس تھے، تو حضرت نے منظور فرمایا چھتہ کی مسجد میں حضرت نے درس شروع کر دیا ائمہ سے شروع فرمایا تو حروف مقطعات پر کوئی دو ڈھائی گھنٹہ تقریر فرمائی اور عجیب و غریب علوم و معارف ارشاد فرمائے اور یہ عجیب بے نفسی کا دور تھا کہ یہ سارے اساتذہ سبق پڑھ کر باہم کہنے لگے کہ بغیر تکرار کے یہ علوم محفوظ نہیں گئے۔ لہذا تکرار کیا جاوے۔ نو درہ میں بیٹھ کر تکرار شروع ہو گیا، مولانا یعقوب نے تقریر شروع کی بیچ میں ایک جگہ کے بات یاد نہیں رہی کسی اور کو بھی یاد نہ آئی، تو کہا میں مولانا سے پوچھ کر یہ تقریر کروں گا۔ تو صبح کی نماز پڑھ کر حضرت جب اپنے حجرہ میں آ رہے تھے تو مولانا یعقوب نے عرض کیا کہ حضرت تقریر کا

فلاں حصہ یاد نہیں رہا تو کھڑے کھڑے حضرت نے تقریر شروع کی، مولانا فرماتے ہیں کہ نہ لفظ اس عالم کے تھے نہ معنی اس عالم کے ایک حرف بھی سمجھ میں نہ آیا کہ کیا فرما رہے ہیں، تو عرض کیا کہ حضرت ذرا نازل ہو کر فرمائیے کہ کچھ سمجھ جاؤں، اب دوبارہ تقریر شروع کی تو الفاظ سب سمجھ میں آئے مگر معانی نہیں، تو پھر عرض کیا کہ حضرت کچھ اور نازل فرمائیے ہم وہاں تک نہیں پہنچے تو فرمایا کہ مولانا دوسرے وقت آئیے گا۔ تو اس وقت کہوں گا، تو علوم میں اس وقت کتنا عروج ہو گا کہ ادھر کہہ رہے ہیں اور ادھر سمجھ میں نہیں آ رہا، تو علم کا یہ حال تھا اور عمل تو ظاہر ہے۔

راقم نے عرض کیا کہ حضرت ایسے علوم و معارف کی تسہیل اگر ہو جائے تو اس میں بہت سے فتنوں کا علاج ہے، فرمایا: "ہاں ہم نے مجلس معارف القرآن سے اسے شروع کیا اور ایک آدھ رسالہ چھاپا بھی تسہیل بھی کی لیکن یہ سلسلہ چلا نہیں اس لئے کہ علماء کی توجہ نہیں، وہ کہتے ہیں کہ یہ مغلق مضامین ہیں۔ میں نے کہا کہ بھئی حمد اللہ اور ملا حسن قاضی سمجھ لو تو ان علوم میں کیا وقت ہے تو ارادہ نہیں سمجھنے کا۔ عرض کیا گیا کہ کاش! مولانا مناظر الحسن گیلانی نے سوانح قاسمی میں علوم قاسمی کا جو منصوبہ پیش کیا، اس کے مطابق کام کرنے کی کوئی صورت نکل آئے، حضرت قاری صاحب فرماتے لگے کہ وہ منصوبہ میں نے ہی مولانا گیلانی مرحوم کے سامنے رکھا تھا کہ آپ نے تین جلدوں میں سوانح لکھی مگر اصل سوانح تو حضرت کے علوم ہیں۔ آپ اس پر تبصرہ کریں مگر انہیں کہ اس کام سے پہلے مولانا گیلانی کی وفات ہو گئی، پانچ ہی صفحات مقدمہ کی شکل میں لکھ پائے تھے۔ الغرض بڑے عجیب و غریب علوم و حقائق ہیں۔

☆ (جاری ہے)

تازہ ترین خبروں اور شائستہ مواد کے مطالعہ کیلئے

## وفاق

پڑھئے

سالانہ چنڈہ ۴۵ روپے ششماہی ۲۳ روپے سہ ماہی ۱۲ روپے

جنرل منیجر روزنامہ وفاق سے ۴۱ میکرو روڈ۔ پوسٹ بکس ۹۱۵۔ لاہور

تقریر :- شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ  
تقریر :- محمد عثمان غنی بی۔ اے، واہ کینٹ۔

# حفاظتِ قرآن

مؤرخہ ۲۵ شعبان المعظم ۱۳۸۸ھ مطابق ۱۷ نومبر ۱۹۶۸ء واہ کینٹ میں درس قرآن و حدیث  
کی چوتھی سالانہ تقریب منعقد ہوئی۔ یہ درس ہر ماہ کے آخری اتوار حضرت مولانا تاج  
محمد زاہد الحسینی مدظلہ خلیفہ مجاز حضرت لاہوریؒ ارشاد فرماتے ہیں۔ یہاں ان خصوصی میں  
حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کے علاوہ جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ النور مدظلہ  
حضرت مولانا بشیر احمد صاحب پسروری مدظلہ۔ اور حضرت مولانا اسماعیل الحق صاحب ایڈیٹر  
ماہنامہ الحق کے اسماعیل گرامی قابل ذکر ہیں۔ حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے اس اجتماع میں  
جو تقریر ارشاد فرمائی اس کا قلمی عکس عنوان بالا کے تحت پیش خدمت ہے  
سید محمد عثمان غنی



نَحْمَدُكَ يَا نَصِيحَ عَلِيٍّ رَسُولِهِ الْكَرِيمِ۔ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ  
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَآلِهَ لِحَافِظُوْنَ ۝ (پس انجور آیت ۱)  
محترم بزرگو! اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارزاں احسان ہے مجھ ناچیز پر کہ ایسے مبارک درس میں  
شکوہیت کا موقع اللہ جل مجدہ نے عطا فرمایا۔

مجھ سے پہلے درس قرآن اور درس حدیث آپ سن چکے ہیں۔ وقت بھی کافی مجھ اللہ گذر  
چکا ہے اور اس کے بعد ہم سب کے مخدوم، جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ النور  
دامت برکاتہم تشریف لائیں گے اور دعا فرمائیں گے۔

بزرگو! بھائیو! آپ حضرات کے سامنے دونو نعمتیں پیش ہوئیں۔ ایک قرآن مجید کا درس  
اور دوسرے احادیث کا درس۔ خداوند کریم کی نعمتیں ظاہر بات ہے کہ جو کچھ بھی ہم دیکھ رہے ہیں

یہ سب اللہ جل مجدہ کی جانب سے ہے۔ وَمَا بِكُمْ مِنْ نِعْمَةٍ فَمِنَ اللَّهِ۔ (س النحل آیت ۳۵)  
 اللہ جل مجدہ فرماتے ہیں تم پر جتنی نعمتیں ہیں، اپنا وجود آپ لیں، وہ تو ہی جو اللہ جل مجدہ نے ہمیں  
 دے دی ہے، وہ شکل و صورت جو ہمیں اللہ نے عطا فرمائی، وہ جو بیرونی نعمتیں ہیں، یہ چاند، یہ سورج،  
 یہ ہوا، یہ قسم قسم کی غذائیں جو ہمیں مل رہی ہیں، یہ سب کی سب اللہ کی جانب سے ہیں۔  
 کفار بھی یہی کہتے رہے: ذَلِيزِن سَاَلَتْهُمْ مِّنْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ  
 (س لقن آیت ۲۵) اور آج بھی چلیج ہے۔ کوئی بھی نہیں کہہ سکتا کہ یہ آسمان یا یہ زمین یا یہ سورج یا یہ  
 دیا کسی اور کی مخلوق ہیں۔

محترم بزرگو! انسان کے اوپر جو نعمتیں ہیں خصوصاً، یہ تو اتنی کثیر ہیں جن کا شمار بھی نہیں  
 ہو سکتا۔ وَ اِنَّ تَعْدُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا۔ ط (س النحل آیت ۷۸) اگر تم خدا کی نعمتوں کو شمار کرنا  
 چاہو تو تم ان پر احاطہ نہیں کر سکتے۔ ان تمام نعمتوں میں سے بڑی نعمت اسلام کی نعمت ہے،  
 قرآن کی نعمت ہے جو اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہمیں عطا فرمائی۔  
 محترم بزرگو! قرآن مجید، اس کی تلاوت، اس کی افہام اور تفہیم کا موقع جس کو اللہ تبارک و تعالیٰ  
 عطا فرمادے، یہ اس قدر بیش بہا نعمت ہے کہ اسکی کوئی حد اور کوئی انتہا نہیں۔  
 حضرت علامہ انور شاہ صاحب فرمایا کرتے تھے کہ یہ نعمت تلاوت قرآن اور درس و  
 تدریس، افہام و تفہیم قرآن اللہ جل مجدہ نے امت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو عطا فرمائی، انسان  
 کو عطا فرمائی۔ اَلْوَحْيُ لِرُؤَسَاۤءِ الْقُرْاٰنِ ۖ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۖ عَلَّمَهُ الْبَيٰٰتِ ۝ (س الرحمن آیت ۱۷)  
 حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ یہ نعمت، یہ عطیہ فرشتوں کو نہیں ملا۔ اس لئے حدیث  
 میں آتا ہے کہ مسلمان جب جماعت کیلئے، نماز کیلئے کھڑے ہوتے ہیں تو فرشتے آکر اقتدار کر  
 لیتے ہیں، نماز میں آکر شریک ہو جاتے ہیں۔ اور جس وقت امام سورہ فاتحہ کو پڑھ لیتا ہے، تو  
 اس کے بعد وہ ملائکہ بھی آمین پڑھتے ہیں۔۔۔۔۔ ایک حدیث میں آتا ہے: وَمَا أَجْتَمَعَ قَوْمٌ  
 فِيْ بَيْتٍ مِّنْ بُيُوْتِ اللّٰهِ يَتْلُوْنَ كِتٰبَ اللّٰهِ وَيَتَدَارِسُوْنَهُ بَيْنَهُمْ اِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ  
 السَّكِيْنَةُ وَغُشِيَتْهُمْ الرَّحْمَةُ وَحَقَّقَتْهُمْ الْمَلٰٓئِكَةُ وَذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فَنِمْنَ عَلَيْهِ ۝ (رواہ مسلم)  
 حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب کوئی قوم کسی مکان میں، خدا کے  
 گھر میں یا کسی جگہ پر جمع ہوتی ہے کہ وہ قرآن مجید کی تلاوت کرے، درس سنے، درس دے  
 (جیسا کہ آپ حضرات یہاں جمع ہیں) تو ان کے اوپر خدا کی جانب سے رحمت برستی ہے، ان

کو خدا کی رحمت ڈھانپ لیتی ہے اور فرشتے اگر یہاں سے آسمان تک یکے بعد دیگرے جمع ہو جاتے ہیں: حَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ ط۔ تو حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں، یہ اتنی بڑی نعمت ہے، یہ عطیہ ہے، جس سے اس اُمت کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے نوازا ہے۔

میرے محترم بزرگو! قرآن مجید، جس کو وحی متلو کہا جاتا ہے، اس کا بھیننے والا، نازل فرمانے والا، اللہ جل مجدہ ہے، جو پاک ہے، یُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ (س انفاسِ آیات) جسکی شان یہ ہے کہ جتنی چیزیں آسمانوں اور زمین میں ہیں، سب کی سب اس کی تسبیح اور پاکی بیان کر رہی ہیں، جو بادشاہ ہے جو حاکم ہے، جو مالک ہے، جو قادر ہے، جو حکیم ہے۔ قرآن مجید کو نازل فرمانے والا بھی اللہ ہے۔ قرآن مجید اللہ کا کلام ہے، جس طرح اللہ کے کاموں کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا، اللہ کے کلام کا بھی کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا، قُلْ لَّيْسَ اجْتَمَعَتْ إِلَّا نُسُوحُ الْكِتَابِ عَلَىٰ أَنْ يَأْتُوا بِمِثْلِ هَذِهِ الْقُرْآنِ لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَا كُنَّا لَبَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا (س بنی اسرائیل آیت ۱۰۷) اگر تمام دنیا، تمام مخلوق بھی جمع ہو جائے، جن دانش سب کے سب جمع ہو جائیں۔ اگر اس قرآن کے مثل کوئی دوسری چیز یہ پیش کریں۔ لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَا كُنَّا لَبَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا

قرآن مجید کی شان یہ ہے کہ: لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ ط تَنْزِيلُ مِنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ (س حم السجدہ آیت ۴۲)۔ بھائی! عقل بھوک مار سکتی ہے، انسان کی رائے غلطی کر سکتی ہے، قوم ایک چیز پر اگر جمع ہو جائے، ممکن ہے وہ غلطی کریں، سائنسدان غلطی کر سکتا ہے، طبیب غلطی کر سکتا ہے، فلسفی غلطی کر سکتا ہے، عالم غلطی کر سکتا ہے، لیکن اللہ جل مجدہ نے جس وحی کو نازل فرمایا اس کے متعلق اعلان ہے: لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ۔ کبھی اس میں آمیزش باطل کی نہیں ہو سکتی۔ الحمد للہ یہ نہیں فرمایا کہ گزشتہ زمانے میں باطل نہیں آ سکتا تھا، اب آئے گا۔ نہیں۔ قیامت تک نہیں آ سکتا۔ لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ۔ نہ آگے نہ پیچھے سے، اس میں کوئی آمیزش باطل کی کہی نہیں سکتا۔ ورنہ بھائیو! ہر وہ سو برس قرآن مجید کے نزول کا زمانہ گزرا ہے، اور یہ حقیقت ہے کہ باطل نے سر توڑ کوشش کی اس قرآن کے مٹانے کے لئے، اس کے الفاظ کے مٹانے کی کوشش کی، اس کے معانی میں تحریف کی کوشش کی، اور اللہ نے اس قرآن کی حفاظت کیسے کی، کہ اس کا لب و لہجہ بھی خدا نے محفوظ کر لیا۔ ہمارے سامنے قادی غلام فرید صاحب نے دو دفعہ تلاوت کی جو آپ نے سن لی۔ اللہ نے ایک جماعت

قاریوں کی پیدا کی کہ وہ اس کے لب و لہجے کی حفاظت کریں، ایک جماعت حافظوں کی پیدا کی، اللہ جل مجدہ دین کی حفاظت کے لئے عجیب عجیب انتظام فرمادیتے ہیں۔ دیکھئے! جو ٹولا ہو، نگڑا ہو، نابینا ہو، ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ یہ کسی کام کا نہیں ہے، لیکن اللہ نے اس کو قرآن کا حافظ بنا دیا۔ ایک وقت تھا جو وہ لاکھ حافظ مسلمانوں میں موجود تھے۔ اب بھی انشاء اللہ اگر یہاں پر گنیں گے تو آپ کو بیس تیس حافظ اس چھوٹی سی جماعت میں مل جائیں گے۔ اللہ نے قرآن مجید کے لب و لہجہ کی حفاظت کی۔ قرآن کی ایک جماعت تیار فرمائی۔ اسی طرح اللہ نے قرآن کے رسم الخط کی بھی حفاظت کی۔ یہاں تک کہ جس طریقے پر قرآن مجید لکھا گیا ہے، اس کی حفاظت بھی اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمائی۔ مثلاً آج تک موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کا نام جو آتا ہے تو آپ حضرات تو پڑھتے ہوں گے موسیٰ، عیسیٰ۔ یعنی الف کے ساتھ مَوسا، عیسا نہیں لکھتے بلکہ حق کے ساتھ لکھتے ہیں موسیٰ، عیسیٰ۔ اب اگر رسم الخط کے مطابق ہم اردو کے لہجے میں تلفظ کرتے تو موسیٰ عیسیٰ پڑھتے لیکن ایسا نہیں پڑھتے، بلکہ موسیٰ، عیسیٰ پڑھتے ہیں۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ — اب الرَّحْمٰن لکھا جاتا ہے، تو میم کے بعد الف نہیں لکھا جاتا، بلکہ تم کے اوپر ایک اشارہ سا ہے مد کی طرف تو الرَّحْمٰن پڑھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس رسم الخط کو بھی آج تک محفوظ رکھا ہے۔

حضرت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا لطیف ہے، ایک دفعہ گاڑی میں سنٹ کلاس میں جا رہے تھے، ایک انگریزی تعلیم یافتہ بھی سفر کر رہا تھا۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھوں میں قرآن مجید تھا۔ تو اس تعلیم یافتہ نے عرض کی کہ حضرت! مجھے بتلائیں، کیا چیز ہے یہ؟ فرمایا آپ اسے کیا کرتے ہیں۔ اس نے کہا، جی میں دیکھتا ہوں ذرا۔ خیر حضرت تھانویؒ نے دے دیا۔ تو جیسے حضرت مولانا زاہد الحسینی صاحب نے ہمارے سامنے آکر شروع کر دیا۔ اب وہ دیکھتا ہے اُس کو، حضرت تھانویؒ نے اس سے پوچھا کہ بھائی! تم نے اس میں سے کیا پڑھا؟ اُس نے کہا، حضرت! یہ تو ہے آل رَا — نہیں بلکہ آو — آ — تو — اب وہ ”آو“ ہو گیا۔ ایم۔ اے پاس ہے — آو — جس طریقے پر لکھا ہے، الف لام رَا — تو نہ یہ آل رَا پڑھ سکتے ہیں، نہ آو، اور آو پڑھ سکتے ہیں، بلکہ الف لام رَا۔

الغرض رسم الخط لب و لہجے اور الفاظ کی حفاظت کی طرح اُس کے معانی کیلئے اللہ جل مجدہ نے حضرت مولانا قاضی زاہد الحسینی اور جناب عثمان غنی صاحب جیسے حضرات کو پیدا کیا۔ یہ اللہ کی امداد اور وعدہ کا ظہور ہے۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَآلِهَةُ الْحِفْظُوْنَ۔ اس کے معانی

کی حفاظت اللہ نے فرمائی علماء کے ذریعے سے، اور پھر ان علماء کو اللہ نے یہ جذبہ دیا کہ تم مجاہد، پھر اور لوگوں کو قرآن مجید کے معانی سمجھاؤ۔

بڑے خوش قسمت ہیں اس درس کے کاؤن حضرات، حضرت مفتی بشیر احمد صاحب دامت برکاتہم نے آپ کے سامنے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کو نقل کیا: رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ (س البقرہ آیت ۱۲۹) ایک جگہ ہے: هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ (س الجمعہ آیت ۵) بھائی! پیغمبر کا کام کیا ہے؟ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ، خدا کی آیتوں کو تلاوت کرنا۔ ایک کام تو یہ ہے کہ قرآن مجید کا صحیح تلفظ بتلاوے۔

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ، اللہ وہ ذات ہے جس نے ان پڑھوں میں بھیجا ایک عظیم الشان رسول۔۔۔ یہاں بھی ایک عجیب نکتہ ہے۔ دیکھئے، اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان پڑھوں میں رسول بھیجا، جہاں نہ کالج تھا، نہ سکول تھا، کتہ معظّمہ کیا، تمام جزیرہ عرب میں کوئی لکھنے والا، پڑھنے والا نہیں تھا، کوئی تعلیم یافتہ نہیں تھا۔ یہ ایک الگ چیز ہے کہ اس قرآن مجید کے نازل ہونے سے پہلے وہ قوم ان پڑھ تھی، لیکن اس قرآن مجید کی برکت سے، اس کے پڑھنے اور اس کے نزول کی برکت سے وہاں پر سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیدنا عمر رضی اللہ تبارک و تعالیٰ عنہ، جیسے بلند مرتبہ حضرات پیدا ہوئے۔ انہوں نے کس طریقے سے انصاف کیا اور عادلانہ طریقے پر حکومتیں کیں، آج بھی سیرت العمرین یعنی حضرت عمر اور عمر ابن عبدالعزیز کی سیرت کو یورپ کے بعض کالجوں میں پڑھایا جاتا ہے کہ جو حاکم بنے تو اس کو ذرا پڑھ لے۔ وہ قوم جو کہ ان پڑھ تھی، جن میں کبھی کوئی فیلسوف، کوئی ماہر نہیں گذرا، لیکن اس قرآن کی برکت سے ان ائمہ میں خالد بن ولید جیسے کمانڈر انچیف، ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے امین اور حضرت معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ جیسے فقیہ پیدا ہوتے ہیں، اور خلفاء راشدین کی تو نظیر کسی امت میں نہیں ہے۔

فرض کیجئے اگر یہاں واہ کینٹ میں جہاں کہ مجد اللہ سکول بھی ہیں کالج بھی ہیں۔ تربیت بھی ہے، اگر اس میں کوئی تربیت یافتہ آدمی نکل آئے تو وہ بھی خدا کا احسان ہے۔ لیکن کوئی عجیب بات نہیں۔ اس لئے کہ مجد اللہ سب تعلیم یافتہ ہیں۔ اب سب تعلیم یافتوں میں اگر ایک شخص کسی بہارت کا مالک ہو جائے، تعلیم کے لحاظ سے تو وہ اتنے تعجب کی چیز نہیں۔ لیکن جہاں کی تقریباً چار لاکھ عرب آبادی تھی، دادی غیر ذمی زرع ہو، وہاں پر اللہ جل مجدہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا اور اس قرآن کی برکت سے وہاں علماء پیدا ہوئے، وہاں افواج کے کمانڈر پیدا ہوئے، وہاں سلاطین کے

استاد پیدا ہوئے، سیاستدان پیدا ہوئے، فقہاء پیدا ہوئے، قراء پیدا ہوئے اور تزکیہ باطن کی ترکیب مثالیں آپ نے سن لیں۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تنخواہ آٹھ آنے یومیہ تھی۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراح اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ امیر المؤمنین کی یومیہ تنخواہ بہت کم ہے، ایک ادنیٰ چپڑاسی کی جو تنخواہ تھی وہ امیر المؤمنین لیا کرتے تھے۔ یہ وہ وقت تھا جب کہ کسریٰ کا تاج جو کروڑوں روپے کا تھا، مدینہ منورہ کے گلی کوچوں میں ازراہ مذاق ایک غریب شخص کے سر پہ رکھا۔ اور لوگ بھوکریں گیند کی طرح لگاتے تھے۔ دنیا کے یوقوف کہ دس کروڑ روپیہ تاج پر اس نے خرچ کیا۔ مال کی کمی نہ تھی، لیکن خلیفہ وقت کو آٹھ آنے یومیہ ملتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں صحابہ جرات نہیں کر سکتے کہ عرض کریں کہ کچھ نہ کچھ یومیہ یعنی تنخواہ زیادہ لے لیں۔ تو حضرت حفصہ کی خدمت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ابو عبیدہ ابن جراح اور دوسرے اکابر صحابہ پہنچے چونکہ یہ حضرت عمرؓ کی صاحبزادی تھیں، اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ اور ام المؤمنین تھیں، اس لئے حضرت عمران کا احترام کرتے تھے۔ وفد گیا حضرت حفصہؓ کے پاس کہ ہماری درخواست ہے، آپ اپنے والد محترم کی خدمت میں عرض کریں، کہ آٹھ آنے یومیہ سے کیا ہوتا ہے؟ کچھ نہ کچھ تنخواہ زیادہ آپ لیں۔ صحابہؓ کے تزکیہ کو دیکھئے کہ مال کو کس طرح سے انہوں نے لات ماری — فوراً چہرہ سرخ ہوتا ہے، فرماتے ہیں: یہ تباؤ کس نے کہا تم کو؟ انہوں نے کہا حضرت! میں نے اُن سے وعدہ کر لیا ہے کہ نام نہیں بتاؤں گی، فرمایا کہ اگر مجھ کو اُن کے نام معلوم ہو جاتے تو میں اُن کو سیدھا کر دیتا۔ اور پھر اس کے بعد حضرت عمرؓ پوچھتے ہیں حضرت حفصہؓ سے کہ یہ بتائیے کہ آپ کے ہاں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا فرش کیسا تھا؟ حضرت حفصہؓ نے کہا میرے ہاں ایک ٹاٹ بچھا ہوا رہتا تھا، سردی کے زمانے میں اس ٹاٹ کو آدھا نیچے کر لیا کرتے تھے، اور آدھا اوپر پہن لیا کرتے تھے — یہ ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا فرش — قربان جائیے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ تبارک و تعالیٰ عنہا حضرت علیؓ کی بیوی ہیں، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ گوشہ، خاتونِ جنت، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا دصال جب ہونے لگا تو فرمایا کہ اے بیٹی! تو مت رونا غامدان میں سے سب سے پہلے تیری ملاقات مجھ سے ہوگی۔ اور جنت کی جتنی عورتیں ہیں اُن تمام کی سرداری اللہ تبارک و تعالیٰ تمہیں دیں گے — وہ خاتونِ جنت اگر عرض کرتی ہیں کہ حضور! میں

اپنے ہاتھ سے چکی پیستی ہوں، میں اپنے ہاتھ سے گھوڑے کیلئے گھاس تیار کرتی ہوں، ازراہِ نوازش مجھے خادم عطا فرمایا جائے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیٹی! اس سے بڑی چیز میں تمہیں بتاتا ہوں۔ وہ یہ کہ جب تم سونے لگو تو اس وقت ۳۳ دفعہ سبحان اللہ، ۳۳ دفعہ الحمد للہ، ۳۴ دفعہ اللہ اکبر پڑھ لیا کرو۔ یہ تو ذکر الہی ہوا، آج بھی تسبیح فاطمی سے مشہور ہے۔ پانچ نمازوں کے بعد بھی اسے پڑھا جائے۔ اور پھر یہ فرمایا کہ بیٹی! حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس ایک چغہ تھا، دن کے وقت جب وہ گھر سے تبلیغ کیلئے نکلتے تھے تو وہ پہن لیتے تھے اور رات کے وقت میاں بیوی کے لئے یہی ایک چغہ تھا۔ کون حضرت موسیٰ؟ جن کی لاشیٰ میں اللہ نے وہ طاقت رکھی کہ فرعون کی تمام سائنس مات پڑ گئی۔ فرعون ۲۵ لاکھ کی فوج لے کر بحیرہ قلزم کے کنارے چلتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ کہاں ہم سے چھوٹیں گے؟ فرعون جو اَنَارَتْ بَکُمُ الْاَعْلٰی کا دعویٰ کرنے والا تھا، وہ جانتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پیچھے اور ان کے پاس ایک لاشیٰ ہے۔ دریا کے کنارے پہنچے، قوم انہیں کہتی ہے کہ حضرت! وہاں سے تو ہمیں آپ نکال لائے، آگے سمندر ہے پیچھے فرعون ہے، ہم کو تو دو چکی کے پاؤں میں آپ نے گھیر لیا، اب تو ہم ختم ہو جائیں گے۔ فرمایا: اِنَّ مَعِيَ رَجُلٌ سَيُحْيِيْکُمْ۔ (س الشراء آیت ۶۲) کوئی فکر نہ کرو، ایک لاشیٰ کو مارا بحیرہ قلزم کے اوپر، بارہ سڑکیں بن گئیں، بارہ دیواریں بن گئیں، اُن سڑکوں پر وہ جو بارہ قبیلے ہیں، الگ الگ جا رہے ہیں۔ یعنی طاقت اللہ نے پیغمبر کو اتنی دی کہ ایک لاشیٰ کی ضرب سے بحیرہ قلزم میں بارہ سڑکیں بن گئیں، اور ان کے اوپر نو جلیں جا رہی ہیں، لیکن ایک طرف حالت یہ ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ایک چغہ ہے اُس ایک چغے کو رات کے وقت میاں بیوی دونوں اوڑھ لیتے تھے اور دن کے وقت اُس چغے کو پہن کر تبلیغ فرمایا کرتے تھے۔

حضرت عمرؓ نے حضرت حفصہؓ سے فرمایا کہ بیٹی! یہ بتانا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں اچھے سے اچھا، لذیذ سے لذیذ کھانا جو تناول فرمایا وہ کیا تھا؟ وہ کوئی چیز تھی؟ حضرت حفصہؓ نے عرض کیا اپنے والد ماجد سے کہ حضرت! میرے ہاں ایک دفعہ گھی تھوڑا سا بانڈی کے تلچھٹ میں تھا، اور گھر میں جو کی روٹی تھی، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم گھر تشریف لائے میں نے اس گھی کو روٹی کے اوپر مل کر خدمت میں پیش کیا۔ تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے شوق سے تناول فرمایا۔

میرے محترم بزرگو! حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قیصر دکنسری کے خزانوں کے جو مالک

ہیں، اُن کا یہ یہ آٹھ آنے ہے اور مسلمان جو اہل صل والحق ہیں، مجلس وزراء اور مجلس شوریٰ جس کو کہا جاتا ہے، وہ درخواست کرتے ہیں، درخواست میں وہ ڈرتے ہیں کہ سامنے تو ہم کہہ نہیں سکتے، حضرت حفصہؓ کو واسطہ بنایا، پھر حضرت عمرؓ جواب دیتے ہیں کہ اے بیٹی! حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک راستہ ہمیں سکھلایا ہے، اور اُس راستے پر میرے ایک ساتھی ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ چلے اور منزل مقصود پر پہنچ گئے، تم اُن آدمیوں کو کہہ دینا کہ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ میں اُس راستے سے ہٹ کر چلوں؟ پھر منزل مقصود پر کیسے پہنچوں گا؟ میری زندگی وہی ہوگی۔ آج آپ دیکھتے دس بارہ کروڑ مشرق وسطیٰ کے مسلمان ہیں۔ لیکن یہ آپ کو معلوم ہے کہ ہم دس بارہ کروڑ طاقت والوں نے بائیس لاکھ آدمیوں سے تھپڑ کھائے اور کتنی ذلت ہم آج اٹھا رہے ہیں۔ اور ایک وقت وہ ہے، یہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں، جب اُن کو یہ معلوم ہوا، بیت المقدس کے پادریوں نے فوج سے یہ کہا کہ اس بیت المقدس کی کبھی ہم تمہارے امیر اور خلیفہ کو دیں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ منورہ سے آنے لگے۔ طریقہ یہ تھا کہ دو میل چار میل خود سوار ہیں۔ اور پھر اترے، اونٹ کی ہمار پکڑی، اور غلام سے کہا کہ اب چار میل تم سوار رہو، اتفاق کی بات کہ جب بیت المقدس قریب آیا تو راستے میں ہزاروں پادری اور بڑے بڑے کرنل اور جرنیل استقبال کیلئے کھڑے ہیں۔ کیا دیکھتے ہیں ابو عبیدہ بن جراح کہ امیر المومنین تو ہمار پکڑے ہوئے ہیں اور غلام اونٹنی پر بیٹھا ہوا ہے۔ اس وقت ابو عبیدہ نے عرض کیا کہ حضرت! یہ ایک جوڑا کپڑوں کا میں لایا ہوں، صاف ستھرا، آپ کے سامنے یہ جتنے لوگ ہیں، اس ملک کے کفار، یہ سب کے سب تعظیماً کھڑے ہیں، بڑے ذروں ہاں کا لباس انہوں نے پہنا ہوا ہے۔ آپ امیر المومنین ہیں۔ (اُس وقت کہتے کے اوپر بارہ پیوند لگے ہوئے ہیں۔) اور پھر یہ ہمار آپ نے پکڑی ہے اور آپ کا غلام اوپر بیٹھا ہے۔ آپ ایسا کریں کہ ان کپڑوں کو بدلیں، یہ صاف ستھرے کپڑے پہن لیں، فرمایا: دیکھو ابو عبیدہ! ہم کو اللہ نے جو عزت دی یہ کپڑوں کی وجہ سے نہیں ہے، یہ اسلام اور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی برکت سے ہے۔ کہاں ہم اُمّین اور کہاں یہ قیصر و کسریٰ اور تمام بیت المقدس کے جو پادری ہیں اور اس ملک کے باشندے، یہ ہمارے استقبال کے لئے کھڑے ہیں، یہ برکت کس کی ہے؟ یہ کپڑے کی نہیں ہے کہ ہمارے کپڑے اچھے ہوں، یا دولت کی نہیں ہے، یہ برکت ہے اُس کلمے کی، اُس قرآن کی، ہُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيَّاتِ۔ اللہ وہ

ذات ہے جس نے اُمیّین میں یعنی اُن پڑھوں میں رسول بھیجا۔۔۔ اس میں ایک نکتہ یہ بھی علماء لکھتے ہیں کہ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں تشریف لائے اس وقت تمام دنیا غلطی میں مبتلا تھی، تمام دنیا میں شرک، گناہ، غلطی موجود تھی، لیکن عرب کی غلطی جو تھی وہ جہل کی غلطی تھی۔ یعنی اتنی تھی، نا سمجھ تھے، اور قیصر و کسریٰ، شام و روم اور دوسرے ملکوں کی جو غلطیاں تھیں وہ علمی تھیں، وہ خوب سمجھتے تھے کہ شرک برا ہے لیکن کرتے رہے۔ فرق تھا۔ عرب کے باشندے جو سمجھتے وہ جہل بسیط میں مبتلا تھے، یعنی وہ اُن پڑھ تھے اور اُن پڑھ ہونے کی وجہ سے بس وہ غلطیوں میں پڑے ہوئے تھے۔ اور باقی دنیا کے لوگ تعلیم یافتہ تھے۔

بھائیو! اُن پڑھ آدمی کا ٹھیک کرنا تو مشکل نہیں ہے، لیکن تعلیم یافتہ جب خراب ہو جائے تو اُس کا ٹھیک کرنا بڑا مشکل ہے اس کی ایک مثال میں آپ کو دیتا ہوں۔ فرض کیجئے ایک مکڑی کی تختی ہے اس پر چند حروف غلط آپ لکھ لیں، آپ نے کسی کے سامنے کر دیا، کہ بھائی یہ تختی ہے، اس پر یہ کلمہ لکھا ہوا ہے، وہ کہے، بھائی! یہ تو غلط ہے۔ بھائی! اس کی اصلاح کیسے کریں؟ ذرا دھو لو، پانی سے دھو لیجئے اور پھر اُس پر مثی مل لیجئے، پھر صحیح کلمہ لکھئے۔ تو جہل ہو جاتا ہے، وہ نا سمجھی کی بناء پر چاہے جو کچھ بھی کرے لیکن ایک دفعہ جب وہ سمجھ جاتا ہے تو پھر وہ غلط راستے پر نہیں جاتا۔ آپ کے سامنے حضرت مفتی بشیر احمد صاحب نے ولید ابن ولید کا قصہ سنا دیا کہ جب تک اُسے اسلام معلوم نہ تھا وہ مخالفت بھی کرتا رہا، لڑتا بھی رہا، لیکن جب اُسے ایک چیز معلوم ہو گئی کہ یہ حق ہے، پھر وہ اس وقت سب کچھ قربان کرنے لگا، اور مسلمان ہوا۔ اور یہ تعلیم یافتہ جب خراب ہو جاتا ہے، اُس کی مثال ایسی ہے جیسے لوہے کی ایک تختی میں آپ غلط حروف کندہ کر دیں، اب اس تختی میں سے آپ اُس غلط کلمے یا غلط حروف کو کیسے مٹائیں گے؟ دھو لیجئے صابن کے ساتھ خوب، پاؤ ڈر بھی لگا لیجئے، بٹے گا۔؟ کبھی نہیں مٹتا۔ بھائی! رگڑے، بوری سے، ٹاٹ سے، صابن سے، نہیں کسی سے یہ ٹھیک نہیں ہوتا۔ اس کے لئے اب کیا طریقہ ہے؟ اُس کا طریقہ یہ ہے کہ اب اس لوہے کی تختی کو آگ میں ڈال دو تاکہ وہ گھل جائے، لوہار کو دو تاکہ وہ پگھلا دے۔ اور گھلنے کے بعد پھر ہتھوڑا لے اور اُسے خوب پیٹے، دوسری تختی بناؤ۔ مادہ تو وہی ہے لیکن اس کی پہلی ہیئت کو بگاڑ کر کے پھر اُس تختی کو ٹھیک کر دو، تب اُس کے اوپر آپ صحیح حروف کندہ کر سکیں گے۔

— تو عرب کی جو حالت تھی وہ اتنی تھی، اُن پڑھ تھے، وہ جہل بسیط میں مبتلا تھے جس طرح

اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو جب تک انہوں نے نہیں پہچانا، وہ مخالف تھے، لیکن جب انہوں نے پہچان لیا پھر وہ سب کے سب متبع ہو گئے۔ — هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْاُمَمَاتِ رَسُوْلًا — اللہ وہ ذات ہے جس نے اُن پڑھوں میں ایک بڑے عظیم الشان پیغمبر کو بھیجا۔ اس عظیم الشان پیغمبر کی برکت سے آج اتنی کروڑ مسلمان روئے زمین پر موجود ہیں۔ چودہ سو برس گزر گئے، لیکن الحمد للہ یہاں ایک آواز اُٹھی کہ یہاں درس قرآن ہوگا، ہمارے بھائی عثمان غنی صاحب نے دعوت دی، کہاں کہاں سے پروانے جمع ہو گئے۔ یہ ہے اللہ کی شان۔

بھائیو! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اللہ نے وعدہ فرمایا ہے کہ: اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ۔ ہم نے اس قرآن کو نازل کیا، اس کے الفاظ محفوظ، اس کے نقوش محفوظ، اس کا لب و لہجہ محفوظ، اس کے معانی بھی محفوظ۔ — اور یہ بھی میں آپ سے عرض کروں کہ یہ معانی جو ہیں ان کو بیان کرنے والے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ — هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْاُمَمَاتِ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِہٖ وَیُزَكِّیْہُمْ۔

ہمارے حضرت مفتی صاحب نے جو آپ کے سامنے کہا کہ تلاوت کے بعد تزکیہ۔ یہ دل و دماغ جو ہے یہ ظرف ہے اور قرآن مطہر ہے۔ — تو جب برتن پاک ہوگا اس میں آپ دودھ ڈالیں وہ بھی پاک ہوگا۔ پانی اگر پاک ہو تو اس میں چائے ڈالئے، دودھ ڈالئے، ترکاری ڈالئے، وہ پاک ہوگی۔ لیکن اگر برتن پلید ہو اس میں آپ دودھ ڈالیں تو وہ بھی پلید ہوگا۔ اس لئے سب سے پہلے یُزَكِّیْہُمْ، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے دلوں کا تزکیہ فرمایا، کہ تمام کا یا پلٹ ہی لوگوں کی، تمام حالتیں لوگوں کی بدل دیں۔ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ۔ اس کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کے معانی سکھلائے۔ — اور تعلیم سے پہلے تزکیہ ذکر کرنے میں بھی یہی نکتہ تھا، قرآن مجید کی ترتیب اور کسی لفظ کی تقدیم یا تاخیر بھی ہزاروں حکمتوں اور بیشمار لطائف سے خالی نہیں ہوتی، تزکیہ کے بعد قرآن مجید کے اسرار معلوم ہوں گے۔

بھائیو! ایک لطیفہ میں آپ کی خدمت میں عرض کروں۔ حضرت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ دیوبند میں حضرت مولانا محمد یعقوب رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے۔ طالب علمی کا زمانہ تھا، اللہ نے ان کو ذہانت بہت عطا فرمائی تھی۔ کہتے ہیں کہ حضرت مولانا محمد یعقوب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت تھانوی سے پوچھا کہ قرآن مجید میں دو آیتیں ہیں۔ ایک آیت تو ہے: وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْا اَیْدِیْھُمْ (من آئندہ آیت مثلاً) چور مرد ہو، چور عورت ہو، فَاقْطَعُوْا اَیْدِیْھُمْ، اُن کے ہاتھوں کو کاٹ دو۔

— آج لوگ کہتے ہیں اگر اسلام کے اوپر عمل ہو تو سب ٹنڈے ٹنڈے ہو جائیں گے۔ دیکھئے  
 ذرا اس ایک واقعہ کو کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ معظمہ کو فتح کیا، یہ حقیقت میں کل دنیا کی  
 فتح ہے، خدا کی شان کہ بنو مخزوم جو کہ قریش میں بڑی باعزت قوم تھی — بنو مخزوم کی ایک عورت نے  
 چوری کی اور ثابت ہو گئی — یہ گویا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا خاندان ہے قریش، اور مکے کے  
 رہنے والے ہیں، گویا اپنے گھر کے اوپر مسئلہ پیش آیا — ایک عورت نے چوری کی، اور دعویٰ  
 ہوا، رپورٹ ہوئی، اب تمام بنو مخزوم اور قریش پریشان ہیں۔ یہ تو بڑی بدنامی ہو جائے گی، ہماری ایک  
 عورت کا ہاتھ کٹ جائے جیسے کہ آج کل ہم ڈرتے ہیں بدنامی سے — کسی کی ہمت نہیں ہوتی کہ  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سفارش کرے۔ اخیر میں سب نے کہا کہ حضرت اُسامہ  
 جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام کے صاحبزادے تھے، بڑی محبت تھی، ایک دفعہ حضرت  
 اُسامہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ران کے اوپر بٹھایا، اور دوسری ران پر حضرت حسینؑ  
 کو — ایک طرف شہزادہ، دوسری طرف غلام زادہ — دونوں کے سروں کو ملا کر رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرماتے ہیں: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّهُمَا فَاحِبِّہُمْ مِّنْ یَّحِبُّہُمَا، یا اللہ! مجھے ان  
 دونوں سے محبت ہے اور تُو ان سے محبت رکھ ہو ان سے محبت رکھئے — حضور اقدس  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلادیا کہ اگر ایک ہاتھ میں اپنا بیٹا اور دوسرے ہاتھ میں غلام  
 کا بیٹا ہے۔ اس کو کہتے ہیں مساوات۔ جو لوگ آج کل مساوات مساوات چلاتے ہیں — انہیں  
 اپنی تاریخ معلوم نہیں — تو لوگوں نے کہا کہ حضرت اُسامہ کو پیش کر دو — حضرت اُسامہ  
 کی خدمت میں لوگ آئے — یہ ایک عورت کا معاملہ ہے، چوری کا، آپ سفارش کریں۔  
 حضرت اُسامہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! — آج حکومت نئی نئی قائم ہوئی ہے،  
 اگر ابھی سے تشدد شروع کیا جائے۔ (آج کے الفاظ میں کہہ رہا ہوں) تو یہ لوگ تو متنفذ ہو جائیں گے  
 دین سے اور یہ دین ختم ہو جائے گا۔ (بالکل ردی بن جائیں گے) — بھائی یہ جو ردی بن جائیں  
 گے جہل مرکب والے بننے دو، ہمیں ان کی کوئی پرواہ نہیں۔ مگر اللہ کے حدود قائم کر دو۔ انہوں نے کہا  
 کہ حضرت اس دفعہ مٹا کر دیں حضور نے خطبہ دیا اس مکہ معظمہ میں، بیت اللہ شریف میں، اپنے خاندان پر معاملہ ہے۔  
 سب سے پہلے کھڑے ہو کر تقریر کی کہ اے قوم! اللہ تعالیٰ نے آج ہمیں بادشاہی دی سلطنت  
 دی، ہم سے پہلے بہت سی قوموں کو اللہ نے سلطنت دی تھی۔ لیکن جب ان قوموں کو سلطنتیں  
 ملیں انہوں نے غریب کے اوپر قانون کو جاری کیا، امیر کو معاف کیا۔ یاد رکھئے! اسلام کا قانون

سب کیلئے یکساں ہے۔ جس عورت نے چوری کی تھی اُس کا نام بھی فاطمہ تھا، ترمذی وغیرہ میں یہ روایت ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں یہ فاطمہ تو میری قوم کی فاطمہ ہے اگر فاطمہ میری جگہ گوشہ چوری کر لیتی (اللہ اُسے پناہ دے) میں اس کے ہاتھ بھی کاٹتا۔ اور یہ دنیاوی سلطنتیں جو تباہ ہوئیں وہ اسی وجہ سے ہوئیں کہ جب خدا نے ان کو حکومت دی تو انہوں نے اس کی قدر نہ کی، خدا کے قوانین کا نفاذ نہیں کیا اس لئے تباہ ہوئے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں آج ہمیں اللہ نے حکومت دی، تم کیا اس میں سفارش کرتے ہو۔؟ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ وہ آیت مبارک ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں چور مرد اور چور عورت دونوں کا ہاتھ کاٹ دو۔ اس آیت میں مرد کو پہلے ذکر کیا۔ وَالسَّارِقُ۔ اور عورت کو بعد میں۔ اور دوسری آیت ہے۔ الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ (س النور آیت ۲)۔ وہ عورت جو زنا کرے، وہ مرد جو زنا کرے، ان کو سو درے لگاؤ (اگر زنا کا ثبوت ہو)۔

حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اپنے شاگرد مولانا تھانویؒ سے کہ بھائی! دونوں جگہ حد کا مسئلہ ہے۔ پہلی جگہ تو وَالسَّارِقُ مقدم ہے، مرد مقدم ہے۔ چور مرد، چور عورت۔ اور یہاں دوسری آیت میں عورت مقدم ہے۔ الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي۔ اس کی وجہ کیا ہے۔؟ اب حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے سوچ کر کے عرض کیا، جواب دیا استاذ کو، انہوں نے کہا حضرت! میرے دل میں تو یہ بات آتی ہے کہ یہ چوری جو ہے، یہ باہمت کا کام ہے، چوری کرنا تو آسان کام نہیں، چونکہ چور تو مرد بھی ہو سکتا ہے، عورت بھی، لیکن چوری کیلئے ہمت کی ضرورت ہے، اور ہمت آدمی میں بہ نسبت عورتوں کے زیادہ ہے۔ اس لئے چوری مردوں میں بہ نسبت عورتوں کے زیادہ ہو سکتی ہے، اور ان میں ہمت بھی زیادہ ہے۔ اس لئے اللہ نے ان کو پہلے ذکر کر دیا وَالسَّارِقُ۔ اور یہ زنا جو ہے اس کا منشاء شہوت ہے، شہوت رانی۔ اور شہوت عورتوں میں بہ نسبت مردوں کے زیادہ ہے۔ اس لئے یہاں الزَّانِيَةُ، عورت کو مقدم کیا۔ الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي۔ تو خیر حضرت مولانا محمد یعقوب رحمۃ اللہ علیہ بڑے غصے ہو گئے اور یہ کہا کہ نہیں، یہ جو تم نے تو جیہہ بیان کی ہے، اگر ایسا ہوتا تو قیامت کے دن چور کہے گا، یا اللہ! تو نے مجھے قوت مردانگی اور ہمت دی تھی اسی لئے میں نے اُس قوت کو استعمال کر لیا تو آپ مجھے کیوں پکڑتے ہیں؟

